مکاتیب علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ .... بنام ....

مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وترتیب: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

(دوسری قسط)

مکتوب:......۲

جنابِ استاذِ جلیل سید محمد یوسف بنوری دامت مآثرہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام! آپ کے والا نامے سے مسرت ہوئی، آپ کے لطیف کلمات پر شکر گزار ہوں، ''العرف الشذی''،(۱) میں آپ کی مشغولیت پر مجھے بہت رشک آتا ہے، ان شاء اللہ! کتاب ہماری چاہت کے مطابق بلکہ اس سے بھی عمدہ شایع ہوگی، (امام) نسائیؒ کی کتاب ایک قیمتی اور فیض رساں درس ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ آپ کو امام موصوف کے علوم کا فیض پھیلانے کی توفیق بخشیں گے۔ محققِ عصر مولانا عثمانیؒ (۲) کے لیے نیک تمنائیں۔

''الشامل''،(۳) کے متعلق (علامہ) ''اتقانی''،(۴) کی بات جب میں نے دیکھی تھی تو اُسے خط کے اختلاف پر محمول کیا تھا، جیسے ابن عقیل حنبلی کی ''الفنون'' کے متعلق بھی کہا جاتا ہے، بعض (علماء) کہتے ہیں کہ وہ دو سو جلدوں میں ہے، جبکہ دیگر (اہل علم) کا کہنا ہے کہ آٹھ سو جلدوں میں ہے۔(۵) ابو یوسف عبدالسلام قزوینی معتزلی حنفی کی تفسیر (۶) کا بھی یہی حال ہے، جصاصؒ کی جو تفسیر ہمارے ہاں دستیاب ہے، اس کے علاوہ ذخائر (کتب ومخطوطات) اور کتبِ تراجم ہمیں نہیں ملی۔ مزید براں علامہ اتقانی نے یہ بات اپنے خط کے ساتھ لکھی ہے، اس لیے اس کو کاتب کی غلطی شمار کرنے کی بھی گنجائش نہیں۔ بذاتِ خود وہ سرخسیؒ کی مانند اپنے ذکر کردہ تاریخی فوائد کے حوالے سے اغلاط سے محفوظ نہیں، من جملہ ایک غلطی یہ ہے کہ صاحب ''المنتقی'' کی جو (تاریخِ) وفات انہوں نے ذکر کی ہے، اس میں لگ بھگ سو سال کی غلطی

کھائی ہے، (۷) یہ ان کی سبقتِ قلم کا نتیجہ ہے۔ (۸)

امید ہے کہ آپ محترم مولانا کاملی (۹) کو میرا اسلام اور شکریہ کا پیغام پہنچائیں گے، انہوں نے ایک ورم زدہ شخص کو صحت مند سمجھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر و عافیت کے ساتھ ہمیشہ آپ کے علوم کے فوائد کو جاری رکھے۔ آپ کی دعاؤں کا امیدوار ہوں، اساتذہ شیخ الاسلام (۱۰) حمامی (۱۱) اور ابراہیم سلیم (۱۲) آپ کو سلام کہتے ہیں اور سب بخیریت ہیں۔

دعا گو

محمد زاہد کوثری، یکم جمادی الثانیہ ۱۳۵۸ھ

پسِ نوشت

خطیب (بغدادی) پر رد (۱۳) کی تبییض تا حال نہیں کر سکا، یہ سخت گرمی کے ایام ہیں، اللہ کے حکم سے امید ہے کہ گرمی کا موسم گزرنے کے بعد اس کی تبییض کر لوں گا، پھر دیگر کتب کی مانند جب تک اس کی طباعت کے لیے کوئی تیار نہیں ہو جاتا تو یہ مسودہ بھی یونہی پڑا رہے گا، (۱۴) اور (کتاب کے لیے) آپ کا ذکر کردہ نام بہت خوبصورت ہے، اگر اس میں طوالت اور خودستائی کا پہلو نہ ہوتا۔

سامی خانجی (۱۵) شام کے راستے آستانہ (ترکی) کے سفر پر ہیں، ان کی غیر موجودگی میں ان کے والد رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) کا انتقال ہو گیا، وہ بتا رہے تھے کہ کتابوں کے صندوق کی کیلوں کا معاملہ ''کمرک'' کے سرکاری ملازمین کی کارستانی کا نتیجہ ہے۔ (۱۷)

حواشی

۱:...... ''العرف الشذی''، ''جامع ترمذی'' پر علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی امالی ہے، جو حضرت کے شاگرد مولانا محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ درس ضبط کی تھی، حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ تعلیقات ہمارے شیخ کے ایک شاگرد نے نہایت سرعت کے ساتھ ارتجالاً ضبط کی تھیں، انہوں نے یہ تعلیقات محض ذاتی فائدے کے لیے جمع کی تھیں، اشاعت کا ارادہ نہ تھا، بعد میں اسی حالت میں شائع کر دی گئیں۔'' درس کے دوران جلد بازی کی بنا پر شرح میں اغلاط رہ گئیں اور بعض لوگوں کو اس شرح اور مؤلف رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کا موقع فراہم ہو گیا، دیکھئے: ''نفحة العنبر'' از حضرت بنوریؒ (ص:۱۳۱، ۱۳۲ اور ۱۳۵) اور مکتوب نمبر:۱۲۔

حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ان اغلاط کی وجہ یہ بنی کہ حضرت الاستاذ مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ طلبہ کے سامنے ''صحیح بخاری'' اور ''سننِ ترمذی'' کا درس دیا کرتے تھے، درس کے دوران طلبہ کو ان کے افادات اور تعلیقات کے صحیح معنوں میں ضبط کا موقع نہیں ملتا تھا، سرعت سے لکھنے اور ضبط پر زیادہ قدرت رکھنے والے طالب علم سے بھی ایک تہائی کے قریب تقریر چھوٹ ہی جایا کرتی تھی، اس بنا پر ''مجلس علمی'' کے کارپردازوں کے مطالبہ پر میں نے اس شرح کی اصلاح کی کوشش کی، حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مآخذ و مصادر کی مراجعت، کتاب کی عبارت کی اصلاح، نقائص کا ازالہ اور شیخ کے افادات پر مشتمل خود نوشت یادداشتوں کی مدد سے فوت شدہ مباحث کی تلافی میں بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں، مزید براں حضرت کشمیریؒ کے اقوال کی تخریج کا التزام کیا، اگرچہ مصادر بعیدہ سے ہو، حضرت کی دیگر تالیفات سے مختلف مباحث کے متعلق کلام کو یکجا کیا، مذاہبِ فقہیہ کو معتمد مآخذ سے بیان کیا اور علمی مسائل کی تحقیق میں استیعاب سے کام لیا ہے، اور یوں ''کتاب الحج'' کے آخر تک کام مکمل ہوا۔ (دیکھئے: معارف السنن :۶/ ۴۳۰ تا ۴۴۱، باختصار)

’’العرف الشذی ‘‘اور’’معارف السنن ‘‘ کی تالیف اوران دونوں کے باہمی ربط کے حوالے سے مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحریر کا اقتباس ملاحظہ کیجیے:

’’مولانا سے زبانی جو کچھ راقم نے سنا،اس کا حاصل یہ تھا کہ مولانا سے پہلے’’العرف الشذی ‘‘ کی صرف تخریج اور تصحیح کے متعلق کہا گیا تھا،مولانا نے سب سے پہلے اس کی تصحیح کی ،غلطیاں درست کیں ،تعبیرات تبدیل کیں ۔’’العرف الشذی ‘‘ کا تصحیح شدہ نسخہ حضرت کے کتب خانے میں موجود ہے،اس میں آخر کتاب کی تصحیح موجود ہے، یہ خود مستقل ایک کام ہے۔ اگر اس تصحیح شدہ’’العرف الشذی ‘‘کو چھاپ دیا جائے تو یہ بھی حدیث کی ایک خدمت ہوگی اور شائقینِ علمِ حدیث اورطلبۂ دورہ حدیث کے لیے خزینہ بے بہا، کیوں کہ اس میں آخر کتاب ترمذی تک اجمالاً فوائد آگئے ہیں ۔’’العرف الشذی ‘‘ کی اصلاح کا مولانا بار بار’’معارف السنن ‘‘میں ذکر کرتے ہیں،اس کو ہم علیحدہ عنوان سے بیان کررہے ہیں ۔اصل مسودہ’’معارف السنن ‘‘راقم نے دیکھا اوراس کو بار بار پڑھا ہے،اس میں مولانا کا طریقہ یہ تھا کہ’’قال ‘‘ کہہ کر’’العرف الشذی ‘‘ کی عبارت لکھتے ہیں اور ’’أقول‘‘ کہہ کر اس کی تخریج کرتے ہیں یا اضافہ کرتے ہیں۔ کراچی پاکستان آنے کے بعد آپ نے اصل اورشرح کو درج کیا اور دونوں کو مربوط کردیا۔ یہ کام مولانا کے شاگردِ رشید مولانا امین اللہ صاحب بہاولپوری نے دن رات محنت کرکے کیا، پانچ جلدوں میں کہیں خال خال یہ جو بے ربطی نظر آتی ہے، یہ اسی وجہ سے ہے کہ یہ کام بعد میں ہوا(یہ بھی مولانا کا جملہ ہے، میں صرف ناقل ہوں)مولانا فرمایا کرتے تھے:’’اگر میں’’العرف الشذی ‘‘کے ساتھ پابند نہیں ہوتا اورصرف تخریج میرے ذمے نہ ہوتی تو اس کتاب کا رنگ اس سے مختلف ہوتا۔‘‘ چھٹی جلد جس میں پوری’’کتاب الحج ‘‘ کی شرح ہے،مولانا نے تخریج سے آزاد رہ کر کی ہے،اپنے حسبِ منشا شرح کی ہے، اس لیے اس کا رنگ جدا ہے، چھٹی جلد کی تصنیف کا مشاہدہ مدرسہ میں سب نے کیا ہے، اس سرعت کے ساتھ لکھتے کہ عقل حیران رہ جاتی ،ادھر کتاب کی کمپوزنگ ہورہی تھی، دوسری طرف مولانا مباحثِ حج میں ڈوبے ہوئے شرح لکھ رہے تھے، کبھی کبھی اس کے معرکۃ الآراء مباحث دورانِ تصنیف بھی سناتے تھے، تبییض وتسوید ساتھ ہی ساتھ تھی اور یہ بات پوری کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ مولانا کا خودنوشت مسودہ موجود ہے،اس میں بہت کم قلم زد کیے ہوئے مقامات ملیں گے، البتہ اضافے مل جائیں گے۔‘‘(بینات ،محدث العصر نمبر،ص:۱۲۹و۱۳۰،طبع جدید)

ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کو اس شرح کا بہت اہتمام تھا،مکاتبت کے دوران جا بجا’’العرف الشذی ‘‘اور’’معارف السنن ‘‘ کا ذکر ملتا ہے،اس کام کی تکمیل میں علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کی حوصلہ افزائی اورتوجہات کا دخل رہا ہے۔حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے’’معارف السنن‘‘ کی تالیف کے دوران’’لب اللباب ‘‘کے نام سے’’سننِ ترمذی‘‘ کی’’وفی الباب‘‘ کی احادیث کی تخریج کا کام بھی شروع کردیا تھا،لیکن کام کے پھیلاؤ کے سبب بعد میں یہ کام اپنے معتمد شاگرد مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کردیا تھا،’’کشف النقاب عما یقوله الترمذی: وفی الباب ‘‘کے نام سے اس کی پانچ جلدیں مطبوع ہیں۔

۲:......محدث ومحقق علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ: جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے شیخ الحدیث تھے،دس محرم ۱۳۰۵ء میں پیدائش ہوئی اوردوصفر ۱۳۶۹ء کووفات پاگئے ،علامہ کوثریؒ ان کے متعلق لکھتے ہیں:

’’الجهبذ الحجة، الجامع لأشتات العلوم، محقق العصر، المفسر، المحدث، الفقيه البارع، النقاد الغواص، مولانا شبير أحمد العثماني، شيخ الحديث بالجامعة الإسلامية فی دابهیل سورت بالهند، ومدير دار العلوم الديوبندية – أزهر الأقطار الهنديه – وصاحب المؤلفات المشهورة فی علوم القرآن والحديث والفقه، والرد على المخالفين۔‘‘(مقالات الکوثری،ص:۴۸)

’’ماہرِفن ومعتمد عالم،متفرق علوم کے جامع ،محققِ زمانہ،مفسر ومحدث، باکمال فقیہ اور گہرے ناقد،مولانا شبیر احمد عثمانی، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سورت ہندوستان ،ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے مدیرِتعلیم اورعلوم قرآن

وحدیث وفقہ اور مخالفین کی تردید کے حوالے سے کئی مشہور و معروف کتابوں کے مصنف ہیں۔''

مزید دیکھئے: علامہ کوثری رحمہ اللہ کی کتاب ''فقہ أهل العراق وحدیثهم'' پر حضرت بنوری رحمہ اللہ کی تعلیق (ص:۹۷)، مولانا عاشق الٰہی مدنی رحمہ اللہ کی کتاب ''العناقید الغالیة'' (حاشیہ، ص:۵۶و۵۷) اور مولانا انوار الحسن شیرکوٹی رحمہ اللہ کی کتاب ''حیاتِ عثمانی''۔ علامہ کوثری کے مولانا شبیر احمد عثمانی کے ساتھ تعلقات، ''فتح الملهم بشرح صحیح مسلم'' کی تعریف اور دونوں بزرگوں کی باہمی مراسلت کا مزید تذکرہ مکتوب نمبر:۴ اور ضمیمہ نمبر:۲ میں آرہا ہے۔

۳:......علامہ کوثری رحمہ اللہ ''الإشفاق علی أحکام الطلاق'' میں رقم طراز ہیں: ''الشامل شرح أصول البزدوی'' لگ بھگ دس جلدوں میں ہے، مصنف اس میں متقدمین کی عبارات انہی کے الفاظ میں ذکر کرتے ہیں، پھر قابلِ تنقید امور میں ایک ماہرِ فن کی طرح مناقشہ کرتے ہیں، کتاب کا آخری چھ جلدوں کے قریب حصہ ''دار الکتب المصریة'' میں اور ابتدائی جلدیں استنبول کے ''مکتبہ جار اللہ ولی الدین'' میں موجود ہیں۔ اصول فقہ میں تفصیل اور افادہ کے پہلو سے اس پائے کی کوئی کتاب میرے علم میں نہیں، علامہ بدرالدین زرکشی رحمہ اللہ کی ''البحر المحیط'' موخر ہونے کے باوجود ''الشامل'' کی بنسبت محض عبارات ونقول کا مجموعہ کہی جاسکتی ہے۔''

مزید دیکھئے: علامہ کوثریؒ کا رسالہ ''نظرة عابرة'' (ص:۶۷)۔ استاذ احمد خیری ''تانیب الخطیب'' (ص:۲۹۹، طبع جدید) کے ذاتی نسخے کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: ''الشامل فی أصول الفقه'' لگ بھگ دس جلدوں میں ہے، ''أصول البزدوی'' پر اتقانی کی شرح ہے، اس کی چھ جلدیں ''دار الکتب المصریة'' میں موجود ہیں، اکثر حصہ خود اتقانی کے خط سے ہے۔''

سعودیہ کے ''جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ'' اور ''جامعہ ازہر'' میں کئی علمی مقالات کی صورت میں اس کتاب کی تحقیق کی گئی ہے، تاہم علامہ کوثریؒ کا ''البحر المحیط'' پر اسے فوقیت دینا محلِ نظر ہے، ''الشامل'' کا امتیازی پہلو اس کی نقول اور اصول پر فروع کی تخریج ہے۔

۴:......ابوحنیفہ امیر کاتب بن امیر عمر اتقانی حنفی: کبار فقہائے احناف میں سے ہیں، طبعاً خود پسند اور مخالفین کے حوالے سے متعصب شمار ہوتے ہیں، ۶۸۵ھ میں ''نہر سیحون'' کے مشرق میں واقع ''اتقان'' نامی مقام میں پیدا ہوئے، بغداد اور قاہرہ کی طرف کوچ کیا اور قاہرہ ہی میں ۷۵۸ھ میں انتقال ہوا۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اتقان'' ہمزہ کے کسرے کے ساتھ ہے۔'' جوی زادہ کے ایک شاگرد نے ان سے نقل کیا ہے کہ: ''میں نے امیر کاتب کے خط کے ساتھ اس کا ضبط ہمزہ پر فتحہ کے ساتھ پایا ہے۔''

دیکھئے: ''الدرر الکامنة فی أعیان المائة الثامنة'' ابن حجر عسقلانیؒ (۱/۴۴۲ تا ۴۴۵)، ''المقفی'' احمد بن علی مقریزی (۲/۲۹۸و۲۹۹)، ''الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة'' مولانا عبدالحی لکھنویؒ (ص:۵۰ تا ۵۲) اور علامہ زرکلیؒ کی ''الاعلام'' (۲/۱۴)

۵:......علامہ ذہبی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: ''دنیا کی تاریخ میں اس سے بڑی کتاب نہیں لکھی گئی'' یہ کتاب فوائد علوم دینیہ، لغت، حکایات وواقعات اور نتائجِ افکار پر مشتمل ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ کتاب دو سو جلدوں میں ہے اور ابوحفص قزوینی رحمہ اللہ کے بعض اساتذہ کے بقول آٹھ سو جلدوں میں ہے۔

دیکھئے: ''ذیل طبقات الحنابلة'' ابن رجب حنبلی (۱/۳۴۴و۳۴۵)۔ ڈاکٹر جورج مقدسی نے ۱۹۷۰ء میں کتاب کی ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل دو جلدیں شائع کی تھیں، جس پر ڈاکٹر احسان عباس نے طویل نقد لکھا ہے۔ ملاحظہ کیجئے: ''مجلة مجمع اللغة العربیة بدمشق'' (جلد:۴۷، تیسرا حصہ، جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ، جولائی ۱۹۷۲ء، ص:۵۲۵ تا ۵۹۱)

۶:......اس کتاب کا نام ''حدائق ذات بهجة'' ہے، کئی اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ یہ تین سو جلدوں میں ہے، جن میں سات جلدیں صرف سورۂ فاتحہ کی تفسیر پر ہیں۔ سورۂ بقرہ کی آیت ''واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علیٰ ملك سلیمان'' (۱۰۲) کی تفسیر پر پوری ایک جلد ہے۔

۷:......علامہ اتقانیؒ لکھتے ہیں: ’’المنتقی‘‘ فقہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر ایک کتاب کا نام ہے، جو حاکم جلیل شہید ابوفضل محمد بن احمد سلمی مروزی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، حاکم شہید ربیع الثانی ۳۳۴ھ کی ایک صبح کو اس حال میں شہید کیے گئے تھے کہ ان کے سامنے کتابیں رکھی تھیں۔‘‘ (الشامل، حصۂ دہم)

یہ عبارت ’’الشامل‘‘ سے فیصل دوبیی کے ایم اے کے مقالہ کے طور پر تحقیق کردہ حصے میں (۲/ ۲۸۷) موجود ہے، یہاں علامہ اتقانیؒ سے دو پہلوؤں سے غلطی سرزد ہوئی ہے:

۱:- مصنف کے نام میں، ان کا نام محمد بن محمد بن احمد ہے۔

۲:- تاریخ وفات میں، درست یہ ہے کہ مصنف کا انتقال ۳۳۴ھ یا ۳۴۴ھ میں ہوا ہے، جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

دیکھئے: ’’الجواھر المضیئة فی طبقات الحنفیة‘‘ علامہ عبدالقادر بن محمد قرشیؒ (۳/ ۳۱۳ تا ۳۱۵) اور ’’الفوائد البھیة‘‘ مولانا عبدالحی لکھنویؒ (ص: ۱۸۵ و ۱۸۶)۔

۸:......علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۵۷ھ میں مصر کے سفر کے دوران اور علامہ کوثریؒ سے ملاقات کے موقع پر علامہ اتقانیؒ کی ’’الشامل‘‘ سے واقف ہوئے تھے، چنانچہ علامہ کوثریؒ بتاریخ ۲۶ ر رمضان ۱۳۵۷ھ کو مولانا ابوالوفا افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں: ’’ڈابھیل کے دو اساتذہ (حضرت بنوری اور مولانا احمد رضا بجنوری) صیمریؒ کی کتاب اور ’’أصول الجصاص‘‘ کو نقل کر رہے ہیں، اور اتقانیؒ کی ’’الشامل شرح أصول البزدوی‘‘ کی آخری چھے جلدوں کی نقل بھی جاری ہے۔‘‘

۹:......خط کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کے ضلع ’’کیمبل پور‘‘ کے کوئی عالم مراد ہیں، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر علماء نے اس ضلع کا نام از خود تبدیل کر کے ’’کامل پور‘‘ رکھا تھا، یوں اس کی طرف نسبت ’’کامل پوری‘‘ ہوئی، اس خطے کے جو علماء فاضل ہوئے ہیں، ان میں ایک مولانا عبدالرحمن بن گل احمد مظاہری قاسمی کامل پوری ہیں، جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے، ۱۳۴۴ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کے موقع پر انہیں ’’جامعہ مظاہر العلوم‘‘ کا ’’صدر مدرس‘‘ متعین کیا تھا، ۱۳۶۶ھ میں ہندو پاک کی تقسیم مولانا ’’سہارن پور‘‘ لوٹ نہ پائے، اور وفات (۲۷ شعبان ۱۳۸۵ھ) تک پاکستان ہی کے مختلف مدارس وجامعات حدیث ودیگر علوم کی تدریس کرتے رہے۔

دیکھئے: ’’العناقید الغالیة‘‘ مولانا عاشق الٰہی مدنیؒ (حاشیہ ص: ۶۳ و ۶۴) ڈاکٹر سعود سرحان کا کہنا ہے کہ میرے نزدیک مولانا کاملی سے مراد علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم نام عالم وشاعر مولانا محمد یوسف کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۹ھ) ہیں، جو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے دوست اور ان جیسے فصیح وبلیغ شاعر تھے، بظاہر یہی بات قرین قیاس ہے۔

۱۰:......شیخ الاسلام مصطفیٰ صبری توقادی حنفی: علامہ اور دقیقہ رس متکلم، ۱۲۸۶ھ میں آنکھ کھولی، خلافتِ عثمانیہ کے دور میں شیخ الاسلام رہے، کمالی انقلاب کے بعد ۱۹۲۲ء میں مصر کی طرف ہجرت کر گئے، عربی وترکی میں کئی مفید کتابوں کے منصف ہیں، ۱۳۷۳ھ میں وفات پائی، چار بار شیخ الاسلام کے منصب پر فائز ہوئے، حالانکہ ان کے اس منصب پر فائز رہنے کی کل مدت نو ماہ سے بھی کم ہے۔

دیکھئے: ’’الاعلام‘‘ زرکلی (۷/ ۲۳۶)، ’’الشیخ مصطفی صبری وموقفه من الفکر الوافد‘‘ مفرح قوسی اور Karbela, Mehmet K. One of the Last ottoman seyhiilislams, Musatafa Sabri (1869-1954) his Life, warks and inlellectual contributions.

علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق لکھتے ہیں:

’’قرة عیون المجاھدین، وسیف المناظرین، العلامة الأوحد، مولانا شیخ الاسلام۔‘‘ (نظرة عابرة، ص: ۱۲)

’’مجاہدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک، مناظرین کی تلوار، علامہ یگانہ، مولانا شیخ الاسلام۔‘‘

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''ماہرِ جدلیات، گفتگو کی مختلف انواع پر کمال کی دسترس رکھنے والے، مولانا مفتی، اللہ ان کی باسعادت عمر طویل کرے، اور توفیق و درستگی سے ان کی یاوری کرے، حق کی حمایت میں اکابر مجاہدین اور اس راہ میں اخلاص مختلف صعوبتوں پر صبر کرنے والوں میں سے ہیں، وطن میں انقلاب کی آمد کے بعد کئی ملکوں میں نقل مکانی کرتے اور راہِ جہاد میں قسما قسم آزمائشوں اور عداوتوں کو جھیلتے رہے۔'' ''الاستبصار فی التحدث عن الجبر والاختیار''، یہ علامہ کوثری کی آخری تالیفات میں سے ہے، اس لیے کہ یہ کتاب ۲۰/ذوالقعدہ ۱۳۷۰ھ میں طبع ہوئی ہے) یہاں ایک لطیفہ یہ ہے کہ یہ کتاب علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے علامہ مصطفیٰ صبری کی کتاب ''موقف البشر تحت سلطان القدر'' اور ان کی کتاب ''موقف العقل والعلم والعالم من رب العالمين وعباده المرسلين'' کے حصہ سوم میں ''جبر واختیار'' سے متعلق مباحث کے بعض مقامات کی تردید میں لکھی گئی ہے۔ شیخ الاسلام مصطفیٰ صبری نے بھی علامہ کوثریؒ کے حق میں بلند و بانگ تعریفی کلمات لکھے ہیں، اور واضح کیا ہے کہ علمی مسائل کا یہ اختلاف، علامہ کوثریؒ کے علم کی قدردانی، ان کے ساتھ تعلق داری اور دوطرفہ محبت پر کسی طور اثر انداز نہیں ہوسکا، شیخ مصطفیٰ صبریؒ نے ''موقف العقل والعلم والعالم'' کے حصہ سوم کے ضمیمے میں ''هامش خاص باختلاف بيني وبين صديقي العالم الكبير الشيخ محمد زاهد أبقاه الله في مسألة الجبر والقدر'' کے عنوان کے تحت اختلافی پہلو کی وضاحت کی ہے۔ (دیکھئے: کتاب مذکور، ص: ۳۹۰ تا ۴۴۵)

۱۱:...... مصطفیٰ ابوسیف حمامی: قاہرہ کی ''مسجد زینبی'' کے خطیب، عالم وفاضل واعظ، ۱۲۹۹ھ میں ولادت ہوئی اور ۱۳۶۸ھ میں وفات پائی۔

ملاحظہ کیجئے: ''الاعلام'' زرکلی (۷/۲۳۵) اور ''الأعلام بتصحيح كتاب الأعلام'' شیخ محمد آل رشید (ص:۱۵۴) علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان پر گراں قدر تعزیتی شذرہ لکھا ہے، جو ''مجلة الإسلام'' (شمارہ نمبر: ۲۷، جلد: اٹھارہ، ص: ۱۹، جمعہ، ۸/رجب ۱۳۶۸ھ، مطابق ۶/مئی ۱۹۴۹ء) میں شائع ہوا۔

علامہ لکھتے ہیں: ''صاحبِ فضیلت، علامہ کبیر اور شہرت یافتہ واعظ، شیخ مصطفیٰ ابوسیف حمامی، خطیب جامع زینبی، ہفتہ کی صبح، ۳/رجب ۱۳۶۸ھ کو ننانوے برس کی عمر پاکر جوارِ رحمت میں منتقل ہوگئے، انہوں نے اپنی طویل عمر علم اور دین کی خدمت میں، حکمت ونصیحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہوئے اور احیائے سنت اور بدعات کے خاتمے کی راہ میں جد وجہد کرتے ہوئے صرف کی، اپنے سیال قلم، دلوں کی گہرائی میں اتر جانے والے فیض رساں کلام وبیان اور ''النهضة الإصلاحية'' اور ''منتهى آمال الخطباء'' جیسی مفید تالیفات کی مدد سے (یہ کارنامے سرانجام دیئے)، ان کے علاوہ بھی ان کے بہت سے دیرپا نقوش وآثار ہیں، جن کا غلغلہ عرصۂ دراز سے عالم اسلام میں گونج رہا ہے، موصوف سلفِ صالحین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علم وعمل کے جامع تھے، احباب کے مصالح کی خاطر جد وجہد کرکے خوش ہوتے تھے، قریب وبعید ان کے گوناگوں احسانات میں ڈوبے رہتے تھے، جب تک بیماری سفر میں رکاوٹ نہیں بنی سفرِ حج ترک نہیں کیا، ازہر کے اساتذۂ کبار سے علوم میں مہارت حاصل کی، مصر، حجاز اور مغرب کے مسندینِ زمانہ سے انہیں حدیث ودیگر علوم میں اجازات حاصل تھیں۔ علوم میں ان کے ماوی وملجا، فقہائے عہد کے استاذ، علامہ وفقیہ، شیخ محمد بخیت رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ کئی بار دین کے دفاع میں قابل رشک موقف اختیار کیا، جس کا اجر انہیں آخرت میں ہی ملے گا، ''مجلة الإسلام'' اور دیگر اسلامی رسائل میں اہم دینی موضوعات پر بہت سے مفید مقالات لکھے، جن کے ذریعے راہِ حق کو روشن اور دلائل کو واضح کیا، عظیم مرحوم کے فضل وکمال سے آشنا دلوں سے اس تکلیف دہ نقصان کے اثرات جلد زائل نہ ہوں گے، اسی روز ان کے پاکیزہ جسد کو ''بنی سویف'' میں ان کے آبائی شہر کے خاندانی قبرستان میں منتقل کیا گیا، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت ورضا سے اُنہیں ڈھانپ لے، جنت کے اعلیٰ بالا خانوں میں انہیں سکونت بخشے، ان کے نیک اعمال کا بدلہ عطا فرمائے، مسلمانوں کو اخلاص کے ساتھ حق کی دعوت دینے والا ان کا بدل عطا فرمائے، اور ان کے کمال سے واقف لوگوں اور اہل واولاد کو صبر وتسلی سے نوازے، بیشک وہ (ہم سے) قریب اور (دعاؤں کو) قبول کرنے والا ہے۔''

علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی کتابوں ''منتهى آمال الخطباء''، ''منار المسترشدين النبلاء'' اور ''النهضة الإصلاحية'' پر مقدمے لکھے اور تعریفی کلمات رقم کیے ہیں: ملاحظہ کیجئے: ''مقدمات الكوثری'' (ص:۵۵۷تا۵۶۷) علامہ کوثریؒ کے مطبوعہ مقالات جمع کرنے والوں سے شیخ حمامی کی تعزیت میں لکھا گیا یہ مقالہ رہ گیا ہے۔ استاذِ محقق (ڈاکٹر) ایاد غوج نے اپنے مقالہ ''الإمام الكوثری وسجالاته العلمية فی الصحف، مع الكشف عما لم يجمع من مقالاته'' میں اس کا استدراک کیا ہے۔

۱۲:......ابراہیم سلیم: علامہ کوثریؒ کے دوست، اصلاً ''جرکسی'' ہیں، ''جامعہ ازہر'' میں ''كلية اللغة العربية'' کے استاذ تھے، ''قرافة الإمام الشافعیؒ'' میں انہی کے قبرستان میں علامہ کوثریؒ اور ان کی دو بیٹیوں کی تدفین ہوئی، ۱۳۹۲ھ میں وفات پائی اور ان کی قبر علامہ کوثریؒ کی قبر کے ساتھ ہی ہے۔

دیکھئے: ''الامام الکوثری'' احمد خیری (ص:۳۴)، ''مجلة الرسالة'' (شمارہ: ۹۹۹، ۲۵/۸/۱۹۵۲ء، ص: ۹۲۲) اور ''الإمام محمد زاهد الكوثری واسهاماته، فی علم الرواية والإسناد'' محمد آل رشید، (ص:۱۴۸)

۱۳:...... یہ علامہ کوثریؒ کی مشہور کتاب ہے: ''تانيب الخطيب على ماساقه، فی ترجمة أبی حنيفةؒ من الأكاذيب''، آگے خطوط میں اس کتاب کا مزید تذکرہ آئے گا۔

۱۴:...... کتاب پہلی بار سید عزت عطار اور استاذ محمود سکر نے شائع کی، مصارف کا نصف حصہ مولانا ابو الوفاء افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ دیکھئے: مکتوب نمبر: ۷۔

۱۵:...... سامی بن محمد امین خانجی: کتابوں کے مشہور تاجر، علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا ان کی تعریف کی ہے، علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان سے کتب فروشوں کے ساتھ معاملات کے متعلق ناصحانہ مشورہ طلب کیا تو علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا: ''میری نظر میں استاذ سامی امین خانجی سے زیادہ معتمد کوئی نہیں ہے۔ دیگر (تاجروں) کی بنسبت وہ (عیوب سے) زیادہ محفوظ اور جلد معاملہ کرنے والے ہیں۔'' مزید لکھتے ہیں: ''استاذ سامی امین خانجی باہر کے لوگوں کے ساتھ بھی معاملہ کرلیتے ہیں، وہ کتب کی خرید و فروخت کے سلسلے میں ''آستانہ'' وغیرہ کا سفر بھی کرتے رہتے ہیں، تاہم وہ ''مكتبة الخانجی'' کے معاملات کے نگران نہیں، بلکہ مکتبہ ان کے بھائی نجیب کے زیر انتظام ہے، اور دونوں کے معاملات جدا ہیں، ان میں شرکت نہیں ہے، بلکہ ہر ایک اپنا کام کرتا ہے، میں استاذ سامی کو ان کے تجربے اور کام کی عمدگی کی بنا پر ترجیح دیتا ہوں۔'' (دیکھئے: مکتوب نمبر ۳۰)

۱۶:...... محمد امین بن عبدالعزیز خانجی: مخطوطات کے ایک بڑے تاجر اور عالم، ۱۲۸۲ھ میں پیدائش ہوئی اور ۱۳۵۸ھ میں وفات پائی، علامہ کوثریؒ مخطوطات کے متعلق ان کے علم، ذہانت، دیانت وامانت اور علماء کی خدمت کے حوالے سے ان کے مداح ہیں اور انہیں ''شيخ الكتبيين'' کا لقب دیا ہے، ان کے انتقال پر ایک خوبصورت تعزیتی شذرہ لکھا، جو ''مقالات الكوثری'' میں درج ہے، عراقی ناشر قاسم رجب نے ذکر کیا ہے کہ ان کے انتقال کے بعد علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور کی تحریر یا تعزیتی شذرہ اُنہیں نہیں ملا۔

ملاحظہ کیجئے: ''مقالات الكوثری'' (ص:۵۰۵تا۵۰۸)، ''الاعلام'' زرکلی (۶/۴۴)، ''الأخبار التاريخية'' زکی مجاہد (ص:۱۲۸)، ''مذكرات قاسم محمد رجب'' (ص:۱۷۸تا۱۸۰) اور ''مدخل إلى تاريخ نشر التراث العربی'' محمود طناحی، (ص:۵۹تا۶۲)

۱۷:...... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سامی خانجی نے بذریعہ ڈاک، بکس میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کتابیں ارسال کی تھیں، ''جمرک'' میں ملازمین نے بکس کو کیلوں سے مضبوط کیا ہوگا، جو کتابوں پر اثر انداز ہوگئیں۔

(جاری ہے)